مولانا حبیب الرحمن خلیق

ہم اور ہماری منزل

ہم کیا ہیں؟

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ ہر مبدا کا ایک منتہی ہوا کرتا ہے اور ہر پیدا ہونے والی چیز کو فنا بھی لازم ہے۔ کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی کوئی ابتداء نہ ہو۔ جس طرح کسی زبان کی ابجد ایک خاص حرف سے شروع ہوتی ہے اور خاص حرف پر ختم ہوتی ہے اور جیسے کوئی مسافر اپنے سفر کا آغاز کسی خاص منزل سے کرتا ہے اور مطلوبہ مقام پر پہنچ کر ختم کر دیتا ہے۔ ماسوا باری تعالی کے جس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

هو الاول و الآخر والظاہر والباطن وهو علی کل شئی قدیر۔ (الحدید ۳)

ترجمہ :۔ وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے' وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

یعنی وہی اول ہے اس سے پہلے کچھ نہ تھا' وہی آخر ہے اس کے بعد کوئی چیز نہیں ہو گی۔ وہی ظاہر ہے' یعنی وہ سب پر غالب ہے اس پر کوئی غالب نہیں۔ وہی باطن ہے' ساری باتوں کو صرف وہی جانتا ہے یا لوگوں کی نظیروں اور عقلوں سے مخفی ہے۔ اس طرح انسان کی ایک ابتداء اور انتہاء ہے اور یہ اللہ رب العزت کی تخلیق کا ایک ایسا عظیم شاہکار ہے۔ جسے اس نے خود پیدا فرمایا بلکہ اپنے ہاتھ سے اور بہت خوبصورت وجود بخشا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

ترجمہ :۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ (التین ۴)

کہ ہر مخلوق کو ایسے پیدا کیا کہ اس کا منہ نیچے کو جھکا ہوا ہے۔ صرف انسان کو دراز قامت' سیدھا بنایا ہے۔ جو اپنے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے۔ پھر اس کے اعضاء کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا۔ ان میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے۔ ہر اہم عضو دو دو بنائے اور ان میں نہایت فاصلہ رکھا۔ (فتح القدیر)

سب سے عظیم نعمت

پھر تخلیق کے بعد یونہی بے فائدہ نہیں چھوڑ دیا پھر اس کو ہدایت بھی بخشی۔ فرمان الہی ہے:

قال ربنا الذی' اعطی کل شئی و خلقه ثم هدی (طہ ۵۰)

ترجمہ :۔ کیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص صورت شکل و صورت فرمائی پھر راہ سمجھا دی۔

اور یہی ہدایت اور نعمت اسلام درحقیقت ہمیں اللہ تعالی کی عطا کردہ ایک نعمت عظمی ہے۔ جس پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ کیونکہ یہ ہدایت والی دولت اس کی توفیق ہی سے میسر آتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ ہر خطبہ جمعہ یا خطبہ حاجت میں یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

من یهده الله فلا مضل له و من یضلل فلا هادی له (مشکوۃ)

جس کو اللہ تعالی ہدایت فرما دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ اس لئے اس ہدایت کی قدر نہ کرنا اور اسے لا یعنی چیز تصور کرنا درحقیقت خالق حقیقی کا کفران نعمت ہو گا۔ سو پہلے ہم اپنی پہنچان کریں کیونکہ جس نے اپنی پہنچان کی اس نے اپنے پروردگا کی بھی پہنچان کر لی۔ پھر جس نے اپنے رب کو پہنچان لیا۔ اس نے اپنے مذہب اسلام کی حقانیت کو بھی پہنچان لیا۔ سو جس نے اپنے مذہب کی قدر کی وہ اس کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہونے دے گا۔ (ان شاء اللہ)

ہماری منزل

یاد رہے دنیا میں ہر شخص اپنا سفر شروع کرنے سے قبل اپنی منزل کا تعین ضرور کرتا ہے اور اپنے ہدف کو سامنے رکھ کر سفر کا آغاز کرتا ہے۔ جو کوئی بغیر کسی ٹارگٹ کے سفر شروع کر لیتا ہے۔ وہ وقت کا ضیاع کرکے واپس لوٹتا بلکہ ایسے بے تکے سفر میں کبھی زندگی کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعض صحرا نورد جن کا مقصد صرف اور صرف صحراؤں' جنگلوں' پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کرنا اور بلا مقصد اپنے

اپنے آپ کو مشکلات و مصائب میں ڈالنا ہے۔ حالانکہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ

ترجمہ:۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

ہاں! کبھی تفریح طبع، صحت کی نشود نما، حصول عبرت اور تلاش رزق کی خاطر اسفار یقیناً فوائد سے خالی نہیں ہوتے۔

زندگی کیا ہے؟

زندگی اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ ایک انمول اور نادر چیز ہے۔ جو ہاتھ سے اگر ایک مرتبہ نکل جائے تو پھر دوبارہ ہاتھ نہیں لگتی۔ یہ دنیا کی ان اغراض میں سے نہیں ہے جو ٹوٹ کر، بوسیدہ ہو کر ختم ہو جاتی ہیں اور بازار سے دوبارہ مل جاتی ہیں۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

اور لے آئیں گے بازار سے اگر ٹوٹ گیا
میرا جام سفال ترے جام جم سے اچھا ہے

بلکہ سانسوں کی اس موتیوں کی لڑی کے دانے اگر بکھر جائیں تو کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو پاتے۔ درحقیقت یہ دنیاوی زندگی، آخرت کی حیات جاوداں کا پیش خیمہ ہے، اور اس طویل اور لامحدود حیات کا مقدمہ و تمہید ہے۔ جس کو بنانے کے لئے سخت محنت و مشقت کی ضرورت ہے۔

اس زندگی کو بنانے کے لئے اپنے نفس پر قابو پانا ہو گا اور احکامات الٰہیہ کے تابع کرنا ہو گا اور ان امور پر عمل کرنا ہو گا جن کا حکم ملا ہے اور ان باتوں سے رکنا ہو گا جن سے روکا گیا ہے۔

کرنے کا کام

قبل اس سے کہ جزئیات میں جھانکا جائے سب سے پہلے ارکان ایمان پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اپنے آپ کو احکام الٰہی اور اسوہ حسنہ ﷺ سے محبت حقیقی کا اظہار لازمی امر ہے۔ کیونکہ جب تک اقرار ایمان کے بعد زندگی کو عمل سے مزین نہ کیا جائے صرف اقرار اس بے جان درخت کی مانند ہے۔ جس کو پھل نہ لگتا ہو اور بے روح جسم کی مانند ہے۔ اس لئے شہادتین کے اقرار کے بعد نماز، روزہ اور حسب استطاعت زکوۃ و حج پر عمل پیرا ہونا فرائض و واجبات ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ معاشرہ میں معاملات کی درستگی اور اصلاح بھی شریعت مطہرہ کا ایک جزو لاینفک ہے۔

حقوق العباد کی پاسداری

ایک مسلمان کو اپنی منزل پانے کے لئے جن امور پر توجہ کی ضرورت ہے ان میں سے معاملات کی درستگی اور اخلاقیات کی پاسداری بھی لازمی امور ہیں۔ وگرنہ بڑے سے بڑے عمل بھی بارگاہ ایزدی میں پانی میں بہہ جانے کے مترادف ہوں گے اور ایسے شخص کو مفلس و نادار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتدرون ما المفلس؟ قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع۔ فقال: ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلاۃ و صیام و زکاۃ و یاتی قد شتم ھذا و قذف ھذا و اکل مال ھذا و سفک دم ھذا و ضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ و ھذا من حسناتہ فان فنیت حسنتہ من قبل ان یقضی علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس (نقد) درہم ہوں اور نہ سامان۔ آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت والے دن نماز، روزے اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا۔ (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئیگا کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراش کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کس کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا۔ پس ان (تمام مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی (تاکہ ان پر کئے گئے ظلم کی تلافی ہو جائے) پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق باقی ہوں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس سے پتہ چلا اصل مفلس و نادار دنیا والا مراد نہیں ہے بلکہ مفلس وہ ہے جس کا روز قیامت سب کچھ ہونے کے باوجود ہاتھ سے چھن جائے اور وہ دوسروں کی طرف حسرت بھری نظروں سے دیکھتا رہ جائے گا۔ صرف اس بناء پر کہ اس نے دوسروں کے حقوق کا کوئی خیال نہ رکھا تا آنکہ لوگوں کی برائیاں اس کی کمر پر ڈال کر دوزخ بھیج دیا جائے گا۔ (اعاذنا اللہ منہا)

بنا بریں دنیا اصل منزل نہیں بلکہ نشان منزل ہے اس لئے جس نے اس نشان منزل کو کھو دیا وہ اصل منزل سے بھی بھٹک گیا۔

عائلی ذمہ داریاں

انہیں نشانات منزل میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان جہاں حقوق اللہ کو پہنچانے وہاں اپنے اہل خانہ کے حقوق کو بھی پہنچانے کیونکہ اسلام جس قدر دوسروں کے حقوق کی نگہداشت کا حکم کرتا ہے اس قدر کوئی دوسرا مذہب بھی نہیں دیتا اور سب سے قریبی تعلق کسی شخص کا اپنے اہل و عیال سے ہوتا ہے۔ اس لئے ماہر کوئی شخص خواہ کتنے ہی اعلیٰ اخلاق کا حامل ہو مگر جب تک وہ اہل خانہ کے ساتھ بہتر تعلقات نہ رکھتا ہو، بہتر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقاء وخیارکم خیارکم لنساء کم۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ کہ تم میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہے۔

اور فرمایا:

لقد اطاف مآل بیت محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم۔

(ابو داؤد)

ترجمہ:۔ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتوں نے ہجوم کیا ہے وہ اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں (یاد رکھو) ایسا کرنے والے لوگ تم میں سے بہتر نہیں ہیں۔

اپنی منزل کی طرف سفر کرنے والے ضروری نہیں کہ وہ موٹر وے کی طرح آرام دہ سفر کریں بلکہ راستے میں جھاڑیاں، کھڈ، اونچے نیچے ٹیلے اور ناہموار راستے بھی آیا کرتے ہیں۔ ایسے پرخطر راستوں سے اپنے آپ کو بچا کر لے جانا ہی عقلمندی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے منزل پر پہنچنے کے لئے ان چیزوں کا خیال بھی رکھئے تاکہ منزل تک پہنچنا یقینی ہو جائے۔ دوسروں پر ظلم نہ کریں۔ حرمتوں کی تعظیم کریں۔ رشتہ داری خود نہ توڑیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ پڑوسی کے حقوق ادا کریں۔ تکبر و غرور سے بچیں۔ تو انشاء اللہ العزیز وہ اصل منزل ضرور ملے گی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا ہے بلکہ دنیا میں بھی تائید خداوندی حاصل ہو گی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا تدعون۔۔ نزلا من غفور رحیم۔

(حم السجدہ ۳۱ - ۳۲)

ترجمہ:۔ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے۔

دنیا اصل منزل نہیں بلکہ نشان منزل ہے جس نے اس نشان منزل کو کھو دیا وہ اصل منزل سے بھٹک گیا۔

لہٰذا عقل مندانہ اور دانا تو وہی مسافر ہو گا جو اپنے ہدف سے کبھی غافل نہ ہو اور وہ شخص انتہائی نادان ہو گا جو دوران سفر چکاچوند چیزوں سے متاثر ہو جائے اور اصل راستہ چھوڑ کر رستہ کی رنگینیوں میں کھو جائے۔ اس بات کو حضرت ابو یعلی **شداد بن اوسؓ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:**

الکیس من دان نفسہ و عمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا و تمنی علی اللہ (رواہ الترمذی و قال حدیث حسن)

ترجمہ:۔ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (دوسرے معنی میں جو اپنے نفس کو اللہ کے لئے عاجز کرلے) اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے تیاری (عمل) کرے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے آپ کو نفسانی خواہشات کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے (بڑی بڑی) آرزوئیں وابستہ کرے۔

وہاں تو اعمال کا زاد راہ (اعمال صالحہ) کارآمد ہو گا اس لئے اس وقت کو سنبھالنے کی کوشش کریں۔ بقول شاعر۔

یہ گھڑی محشر کی ہے اور تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل کوئی عمل اگر دفتر میں ہے

بقیہ اسلام میں ٹیلی وژن

اس میدان میں انتہائی کمزور ہیں۔ بلکہ اسلحہ اور ہتھیاروں کے لئے بڑی طاقتوں کی دست نگر بھی۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا واحد طریق

یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ مسلم قوموں میں ایجاد و اختراع (جدید ٹیکنالوجی) کا مادہ اور اس کی صلاحیت نہیں ہے۔ (جیسا کہ آج مغربی اقوام کا خاصہ دکھائی دیتا ہے) بلکہ اصل میں یہ ہمارے موجودہ نظام تعلیم کی خرابی ہے۔ ورنہ آج بھی ہماری ملت میں جابر بن حیان (جدید علم کیمیا کا بانی)، محمد بن موسیٰ خوارزمی (ریاضی اور فلکیات کا زبردست ماہر)، محمد بن زکریا رازی (ایک بے مثال طبیب و محقق)، ابن الہیثم (علم بصریات کا ماہر و موجد)، ابن سینا (بہت بڑا طبیب و مصنف)، البیرونی (ایک بلند پایہ سائنس دان)، ابن نفیس (کاشف دوران خون)، ابو حنیفہ دینوری (دنیا کا پہلا محقق نباتات)، عمر خیام (ریاضی و ہیئت کا ماہر) اور ابو القاسم الزاہراوی (جدید علم سرجری کا باوا آدم) جیسے زبردست نامور سائنس دان، محققین و موجدین پیدا ہو سکتے ہیں۔

بطور مثال یہاں پر صرف چند نام گنائے گئے ہیں۔ ورنہ اگر چھان بین کی جائے تو ہمارے علماء، حکماء، محققین، موجدین، ٹیکنالوجسٹ اور سائنس دانوں کی بہت بڑی فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ جن کے کارناموں کی تفصیل کے لئے ایک ضخیم جلد درکار ہو گی۔